34

احمدی مستورات خدمتِ دین کے لیے اپنی زندگیاں وقف کریں

(فرمودہ 14/اکتوبر 1949ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مجھے عید کے قبل سے دورانِ سَر کی تکلیف ہے۔ بعض دفعہ تو نہ بیٹھا ہوا اُٹھ کر کھڑا ہو سکتا ہوں اور نہ کھڑا ہوا بیٹھ سکتا ہوں۔ فوراً سَر چکرا جاتا ہے اور مجھے کسی چیز کا سہارا لے کر اُس حالت کو جس میں مَیں ہوتا ہوں بدلنا پڑتا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس بیماری میں زیادہ بولنا اور حرکت کرنا منع ہے۔ جہاں تک ہو سکے لیٹے رہنا چاہیے لیکن مجھے لیٹے رہنے یا خاموش رہنے کا بھی موقع نصیب نہیں ہو سکتا اور یوں بھی اس بیماری کا مجھ پر ایک اثر رہتا ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی دورانِ سَر کی تکلیف تھی اور خاندانی مرض ہونے کی وجہ سے اس کے مزمن 1 اور کرانک 2 (Chronic) ہونے کا ڈر رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی آخری عمر میں چار پانچ سال باہر نماز کے لیے بھی نہیں آ سکتے تھے۔ 1905ء کے بعد آپ گھر سے باہر بہت کم نکلتے تھے اور بہت کم بول سکتے تھے۔ گو بعض دفعہ اگر موقع ہوتا تو باتیں کرنی بھی پڑتی تھیں مثلاً اگر کوئی اجتماع ہو جاتا یا باہر سے کچھ لوگ

آ جاتے تو آپ باتیں کر بھی لیتے لیکن عام طور پر آپ بہت کم بولتے تھے۔ شام کے وقت آپ کو یہ دورہ عام ہوتا تھا۔ اس مرض کے لیے ہلکا چلنا پھرنا مفید ہے لیکن یہ چیز بھی بعض لوگوں کے لیے ابتلاء کا موجب بن جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عصر سے شام تک باہر سیر کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ میں نے بھی دیکھا ہے کہ اگر آہستہ آہستہ چہل قدمی کی جائے تو صحت پر اس مرض کا زیادہ اثر معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن اگر بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ یا کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ یا لیٹے ہوئے کروٹ بدل لو تو اس مرض کا اثر زور سے ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تو جماعت بہت تھوڑی تھی اور اکثر لوگ ٹھوکریں کھا کھا کر احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ اس لیے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عصر سے شام تک سیر کے لیے چلے جانے اور پھر شام کی نماز میں حاضر نہ ہو سکنے پر معترض نہیں ہوتے تھے۔ لیکن یہ بات آجکل کے لوگوں کے لیے زیادہ ٹھوکر کا موجب ہے کہ عصر سے شام تک میں باہر سیر کر کے آؤں اور پھر کہوں کہ میں نماز کے لیے مسجد میں نہیں آ سکتا کمزور لوگ اس بات کی برداشت نہیں کر سکیں گے۔

بہرحال جو مشیتِ الٰہی ہے وہ تو ضرور ہو کر رہے گی۔ اس مرض کا حملہ مجھ پر کوئٹہ میں بھی ہوا تھا لیکن تین چار دن کے بعد وہ حملہ ہٹ گیا تھا۔ اب کے یہ حملہ لمبا ہوا ہے۔ بارہ تیرہ دن کے قریب ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک یہ حملہ برابر جاری ہے۔ اس صورت میں بولنا یوں بھی مشکل تھا لیکن جب یہ تجویز کی گئی کہ آج جمعہ کی نماز اس جگہ پر ادا کی جائے جہاں مستقل طور پر مسجد بنائی جائے گی تو منتظمین کی طرف سے یہ عذر کیا گیا کہ ہمارے پاس سائبان کم ہیں لوگ دھوپ میں کھڑے رہیں گے، پھر سائبان وغیرہ کو وہاں اُٹھا کر لے جانا پڑے گا لیکن میں نے پسند کیا کہ جب تک خدا تعالیٰ توفیق دے جمعہ کے لیے ہم اس جگہ کو استعمال کریں جہاں مستقل طور پر مسجد کا بنایا جانا تجویز کیا گیا ہے خواہ خطبہ چھوٹا ہو جائے کیونکہ لمبا خطبہ پڑھنا ضروری نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عام طور پر بہت ہی مختصر خطبہ فرمایا کرتے تھے اور احادیث میں آتا ہے کہ آپ کے خطبہ میں نماز سے نصف وقت لگتا تھا۔ 3

آج میں جس مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہوں وہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یوں بھی میں نے ربوہ آنا تھا لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ اس مضمون کو آج جمعہ میں ہی بیان کر دوں تا جہاں ربوہ کی نئی بنیاد رکھی جا رہی ہے وہاں اس کی بھی نئی بنیاد ہو جائے۔ چند مہینوں سے میں غور کر رہا تھا کہ ہماری تبلیغ کے

راستہ میں بہت سی مشکلات نظر آ رہی ہیں۔ ہماری اندرونی اور بیرونی تبلیغ بہت سُست ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے غور کر کے سمجھا کہ اس کی زیادہ تر وجہ عورتوں میں اس آزادی اور بے دینی کا پیدا ہونا ہے جو ان میں مغرب کے اثر کی وجہ سے آ گئی ہے۔ ویسے تو اسلام نے بھی عورتوں کو آزادی دی ہے لیکن ان کی مغربی رنگ کی آزادی ان کے احمدیت قبول کرنے میں مانع ہے۔ اور جب یہ آزادی عورت کے احمدیت قبول کرنے میں مانع ہوتی ہے تو ماں کے جو اولاد پیدا ہوتی ہے اسے بھی وہ احمدیت کے قبول کرنے سے روکتی ہے۔ اسی طرح وہ اپنے خاوند کو بھی احمدیت کے قبول کرنے سے روکے گی کیونکہ اگر وہ احمدیت قبول کر لے تو اس کی آزادی میں فرق آ جائے گا۔ غرض عورتیں ہماری تبلیغ میں روک بن رہی ہیں اور یہ حلقہ آہستہ آہستہ وسیع ہوتا جائے گا کیونکہ یہ تعلیم جب بڑے بڑے شہروں میں پھیل جائے گی تو بڑے شہروں سے قصبات میں آ جائے گی اور قصبات سے گاؤں میں آ جائے گی اور بڑے گاؤں سے چھوٹے گاؤں میں پھیل جائے گی۔ مردوں کی نسبت عورتیں احمدیت کی تبلیغ میں زیادہ روک بن رہی ہیں۔

کوئٹہ میں ملٹری آفیسرز میں مَیں نے ایک لیکچر دیا۔ جب وہ آفیسرز اپنے گھروں میں واپس گئے تو عورتوں نے بہت لے دے کی۔ انہوں نے اپنے خاوندوں سے کہا تم احمدیوں کے جلسے میں کیوں گئے تھے؟ بعض لوگ احمدیت کے بالکل قریب تھے لیکن محض عورتوں کی مخالفت کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ ایک عورت نے اپنے خاوند کو جو ایک فوجی افسر تھے کہا کہ احمدی تو پردہ کی تعلیم دیتے ہیں، ایک سے زیادہ بیویوں سے شادی کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر تم ان کی مجالس میں گئے تو میرا اور تمہارا گزارہ مشکل ہو جائے گا۔ تعدّدِ ازدواج، پردہ اور دوسری مختلف باتیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور جن کو آجکل کی عورتیں پارہ پارہ کرنا چاہتی ہیں وہ احمدیت میں پائی جاتی ہیں اس لیے وہ احمدیت کی تبلیغ میں روک بن رہی ہیں اور روک بنتی چلی جاتی ہیں اور یہ روک دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ عورتیں سمجھتی ہیں کہ پردہ کی وجہ سے انہیں بلاوجہ گھروں میں بند رکھا جاتا ہے۔ غیر مردوں سے ملنے سے روکا جاتا ہے۔ کثرتِ ازدواج کی وجہ سے اُن کی ہتک کی جاتی ہے۔ وہ سمجھتی ہیں کہ مشرقی پنجاب میں جو عظیم الشان تباہی عورتوں پر آئی ہے وہ محض پردہ کی وجہ سے ہے۔ مغربی لوگوں کو بھی مسلمانوں سے نفرت ہے کیونکہ مسلمان عورتیں پردہ کرتی ہیں لیکن جب وہ ہندوؤں کے پاس جاتے ہیں ان کی

بیویاں اُن سے آزادی سے ملتی ہیں، وہ ان سے باتیں کرتی ہیں اس لیے وہ ہندوؤں کا اچھا اثر لے کر واپس جاتے ہیں کیونکہ انہیں عورتوں سے بات چیت کرنا زیادہ مرغوب ہوتا ہے۔ کہیں مغربیت کے دلدادہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا آلہ کار بنانے کے لیے انہیں علمی اور سیاسی میدان میں لانے کا بہانہ بنا کر پردہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ کہیں وہ اپنے آپ کو علماء میں سے گردانے جانے کا ارادہ اور سعی لے کر عورتوں کے مطالبات کو پورا کرنے کا سوال لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ یہ چیزیں جہاں عورت کو احمدیت کے قبول کرنے سے روک رہی ہیں وہاں مردوں میں بھی تبلیغ کے رستہ میں روک بن رہی ہیں۔ مرد بھی عورت کا نام لے کر احمدیت سے ہٹ رہے ہیں۔ کچھ تو اس لیے کہ وہ عورتوں کی مجلس سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کچھ اس لیے کہ اگرچہ ان میں عورتوں کی مجلس سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی خواہش نہیں لیکن ان کی عورتیں، بہنیں اور بیٹیاں کالجوں میں جاتی ہیں۔ وہ مغربیت کی دلدادہ ہوتی ہیں اس لیے وہ مردوں کو بھی احمدیت سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کرتی ہیں۔ غرض مرد کبھی ذاتی طور پر اور کبھی بیوی بچوں کی خواہشات کا خیال کر کے مغربیت کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور جو اس کی مخالفت کرتا ہے اسے وہ بُرا سمجھتا ہے۔ اب اگر عورتوں کے مسائل پر روشنی ڈالی جائے تو یہ چیزیں عورتوں کے حق کی طرف مائل ہونے میں روک بن جاتی ہیں۔ وہ سارے دلائل سن کر یہ کہہ دیتی ہیں ہاں جی! تم مرد جو ہوئے آپ کی تو غرض ہی یہ ہے کہ ہم تہذیب سے بے بہرہ رہیں۔ پردہ ہمارے منہ پر ہوتا ہے، نقاب سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے، دوسری شادی سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے۔ تمہارے تو مزے ہی مزے ہیں۔ آپ ایسا نہ کریں تو پھر مزے کیسے اُٹھائیں۔ پھر بعض عورتیں یہ کہہ دیتی ہیں کہ مرد کے ہاتھ میں قلم جو ہوا اس لیے جو چاہے وہ لکھ دے۔ وہ یہ کہنے سے ڈرتی ہیں کہ مذہب ایسا کہتا ہے۔ وہ کہتی ہیں مرد جو چاہتا ہے مذہب کے نام پر کہہ دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں قلم ہے جو چاہے لکھ دے۔ گویا یہ باتیں مذہب سے تعلق نہیں رکھتیں۔ مردوں نے محض اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے مذہب کے نام پر لکھ دی ہیں۔ اس کا ایک ہی علاج ہوسکتا ہے۔ وہ یہ کہ عورتیں مبلغ بنیں۔ اگر وہ عورتوں میں تبلیغ کریں گی تو ہمارے رستہ سے یہ روک یقیناً ہٹ جائے گی۔ مرد عورتوں میں تبلیغ کرے گا تو انہیں یہ کہنے کا موقع مل جائے گا کہ مرد کے ہاتھ میں قلم جو ہوئی جو چاہا لکھ دیا۔ لیکن اگر عورت تبلیغ کرے گی تو دلائل پر بات آ جائے گی اور ہمیں یقین ہے کہ اسلام دلائل میں

ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ مرد تبلیغ کرے گا تو جذباتی باتیں تبلیغ میں روک بن جائیں گی دلائل پر بات نہیں آئے گی۔ عورت سمجھے گی کہ بوجہ مرد ہونے کے یہ اِس بات پر زور دیتے ہیں۔ عورت مرد کے مقابلہ میں دلیل کو سوچتی نہیں اس لیے ہماری ہر دلیل بیکار جائے گی۔ لیکن یہی باتیں جب ایک عورت کے منہ سے نکلیں گی تو بات جذباتی رنگ میں نہیں رہے گی بلکہ خالص عقلی رنگ اختیار کر جائے گی اور خالص عقلی رنگ میں یقیناً ہمارا پہلو غالب رہے گا۔ دوسرے عورتیں عورتوں میں تبلیغ کر کے انہیں اسلام کی طرف لے آئیں گی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ مرد گھروں میں بجائے مخالفت کے احمدیت کی تعریف سنیں گے اور اس طرح وہ احمدیت کے زیادہ قریب آجائیں گے۔

ان سب باتوں کو سوچنے کے بعد میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں عورتوں میں بھی وقفِ زندگی کی تحریک کو جاری کروں۔ اِس میں کوئی شک نہیں کہ اس میں مشکلات بھی ہوں گی مگر ان کا حل بھی سوچا جا سکتا ہے۔ پھر اگر عورتیں اس تحریک میں شامل ہوں گی تو ان کے لیے علیحدہ نظام قائم کرنا ہوگا اور اسے عورتوں کے سپرد ہی کرنا ہوگا ورنہ مشکلات زیادہ پیدا ہو جائیں گی اور مخالفین کی طرف سے اعتراضات بھی ہوں گے۔ لیکن لجنہ کے ذریعہ یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ جس طرح تحریک جدید مردوں کے لیے کام کر رہی ہے اسی طرح لجنہ اماء اللہ عورتوں کے لیے کام کرے گی۔ اس کی طرف سے بجٹ آجایا کرے گا اور ہم اسے منظور کر دیا کریں گے لیکن خرچ سارا عورتوں کی کمیٹی ہی کرے گی۔

یہ کام کس طرح ہوگا اور واقفِ زندگی عورتوں کی زندگی کیسے گزرے گی؟ یہ بھی ایک نازک سوال ہے۔ واقفِ زندگی عورتیں اگر واقفِ زندگی مردوں سے نہیں بیاہی جائیں گی تو بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ خاوند کہیں نوکری کر رہا ہوگا اور عورت کہیں تبلیغی کام کر رہی ہوگی۔ اِس کا حل یہی ہے کہ جو عورتیں اِس تحریک میں شامل ہوں وہ واقفِ زندگی مردوں سے شادی کریں۔ جب وہ واقفِ زندگی مردوں سے شادی کریں گی تو عورت کو مقدم رکھتے ہوئے ہم اُس کے خاوند کو بھی اُسی علاقہ میں لگا دیں گے جہاں عورت کے کام کو زیادہ اہمیت ہوگی۔

پھر تبلیغ کی کیا صورت ہوگی؟ میں نے اس پر بھی غور کر کے تسلی کر لی ہے۔ اِس کا انتظام ایک بڑی حد تک ہو سکتا ہے۔ اصل سوال شادی کا ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ ایسی عورت کی شادی واقفِ زندگی مرد سے ہو۔ یا شروع شروع میں ایسی عورتیں لے لی جائیں جو بیوہ ہوں یا

بڑی عمر کی ہوں۔ان کے بچے جوان ہو چکے ہوں۔انہیں گھروں میں کوئی خاص کام نہ ہو اور اُن کے مرد بھی انہیں اجازت دے دیں کہ وہ اشاعتِ اسلام کا کام کریں۔ایسی عورتوں کو ہم کہیں گے کہ جاؤ تم دین کی خدمت کرو۔شریعت نے تمہیں اُن قیود سے آزاد کر دیا ہے جو اسلام کی وجہ سے ایک نوجوان عورت پر عائد ہوتی ہیں۔شروع شروع میں ایسی عورتوں کو تربیت دے کر کام کو فوراً شروع کر دینا چاہیے۔اس کے بعد وہ لڑکیاں جن کو اُن کے والدین اجازت دیں اُنہیں صنعت وحرفت اور دوسری چیزیں جو عورتوں میں تبلیغ کے لیے ضروری ہیں سکھا کر اور دینی تعلیم دے کر باہر بھجوایا جائے۔یہ ایک نئی چیز ہے لیکن مسیحِ اول کے زمانہ میں اِس پر عمل ہوا ہے۔ہمارے سامنے بھی وہ مشکلات درپیش ہیں جو مسیحِ اوّل کو درپیش آئیں۔اس لیے انہیں دور کرنے کے لیے وہی طریقہ استعمال کیا جائے گا جو مسیحِ اول کے حواریوں نے کیا۔وہ بھی عورتوں سے تبلیغ کا کام لینے پر مجبور ہو گئے تھے اور ہم بھی عورتوں سے تبلیغ کا کام لینے کے لیے مجبور نظر آتے ہیں۔قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو وہ مشکلات پیش نہیں آئی تھیں جو ہمیں پیش آ رہی ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے مثیل تھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں مہدی اور احمد تھے وہاں آپ کو عیسیٰ اور مسیح کا نام بھی دیا گیا ہے۔مسیح اور عیسیٰ ہونے کی وجہ سے آپ کو بھی وہی مشکلات پیش آئیں گی جو مسیحِ اول کو پیش آئیں۔اور ان کے دور کرنے کے لیے وہی طریقہ استعمال کیا جائے گا جو مسیحِ اوّل کے حواریوں نے استعمال کیا۔کوئی بیوقوف یہ کہہ سکتا ہے کہ مسیحِ اول کی قوم میں شرک بھی پیدا ہو گیا تھا لیکن اُسے یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مشابہت کے یہ معنے نہیں کہ ہر وہ بات کی جائے جو مسیحِ اول کی قوم میں پائی جاتی تھی۔پھر ہم یہ مان نہیں سکتے کہ مسیحِ اول کے سچے حواریوں میں شرک پیدا ہوا تھا۔شرک مرتدین میں پیدا ہوا تھا۔اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم مرتدین کی نقل کریں گے۔ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم مومنوں کی نقل کریں گے۔اور جو کام مخلصین اور مومنین کرتے تھے اُن میں یہ بھی شامل تھا کہ انہوں نے عورتوں سے تبلیغ کا کام لیا بلکہ فلسطین میں حضرت مسیح علیہ السلام کی موجودگی میں عورتوں سے یہ کام لیا گیا۔

پس اِس اعلان کے ذریعہ میں اِس نئے پہلو کو بھی جماعت کے سامنے رکھتا ہوں۔ایسی عورتیں جو گھریلو ذمہ داریوں سے آزاد ہو گئی ہوں اور وہ سمجھتی ہوں کہ وہ سلسلہ کے لیے مفید ہو سکتی ہیں انہیں میں تحریک کرتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ انہیں توفیق دے تو وہ اپنی بقیہ عمر احمدیت کی تبلیغ میں لگائیں۔

اور پھر وہ لڑکیاں جن کے والدین اجازت دے دیں اور وہ سمجھتی ہوں کہ وہ تبلیغ کرسکتی ہیں وہ آگے آئیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں کہ وہ سلسلہ کے لیے اُسی وقت ہی مفید ہوسکتی ہیں جب اُن کے خاوند واقفِ زندگی ہوں۔ اُن کی اگر کسی واقفِ زندگی سے منگنی ہوگئی ہے تو پھر اُن کے لیے اِس تحریک میں شامل ہونا آسان ہے۔ یا اگر وہ سمجھتی ہیں کہ وہ اپنے جذبات پر قابو پالیں گی اور شادی کے لیے اپنے انتخاب کو واقفین تک ہی محدود کرسکیں گی تو وہ آگے آئیں اور اِس تحریک میں شامل ہوں۔ کل جب میں نے اس تحریک کا ذکر کیا تو ایک لڑکی نے کہا میں بھی اپنی زندگی وقف کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اُس سے کہا پہلے تم اپنے خاوند کی زندگی وقف کراؤ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس ذریعہ سے تبلیغ بہت زیادہ کارآمد ہوجائے گی اور اس سے بہت زیادہ مفید نتائج پیدا ہوں گے۔ اور یہ پردہ جو صرف جسم پر ہی نہیں عقلوں پر بھی پڑا ہوا تھا دور ہوجائے گا اور چند سال تک ہماری تبلیغ بیسیوں گُنے زیادہ ہوجائے گی۔ لیکن اس کے لیے نیا انتظام کرنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مردوں کے لیے جو وقفِ زندگی کا نظام قائم کیا گیا ہے وہ بھی ناقص ہے۔ دو سال تک میں اِس پر غور کرتا رہا ہوں۔ خدا نے چاہا تو جب میں ربوہ میں مستقل رہائش اختیار کرلوں تو اُس وقت انتظام میں بھی ایسی تبدیلیاں کی جائیں گی جو سلسلہ کے لیے زیادہ مفید اور زیادہ کارآمد ہوسکیں گی"۔ (الفضل 26 اپریل 1950ء)

1: مُزمِن: پرانا۔ کہنہ۔ دیرینہ (فیروز اللّغات اُردو)

2: کرانک (Chronic): دائم المرض۔ سدا روگی

3: مسلم کتاب الجمعة باب تخفیف الصلٰوة و الخطبة